اسلام اور اہل حدیث

از افادات: شیخ الاسلام، مناظر اسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالی

اسلام کی مختصر تاریخ

پہلے اس سے کہ ہم یہ بتا دیں کہ فرقہ بندی کس طرف سے ہے اسلام کی مختصر سی تاریخ بیان کر دینا مفید ہو گا۔

کچھ شک نہیں کہ اسلام کی تاریخ دنیا میں روشن ہے، اس کے ابتدائی، درمیانی اور آخری واقعات سب روشن ہیں۔ اس کا سنہ ہجری ۱۳۲۵ ہجری ہے (۱)، مگر ابتدا کو ۱۳۴۸ سال ہوئے ہیں جبکہ مکہ معظمہ میں اس کی تعلیم بزبان ترجمان الہام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جاری ہوئی تھی۔ تیرہ سال قبل ہجرت مکہ معظمہ میں گذارے، دس سال بعد ہجرت مدینہ میں رہے۔ کل ۲۳ سال آپ کی نبوت کا آفتاب دنیا میں ظہور پذیر رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی مدت میں جو تعلیم آپ نے دی اس کا کیا اثر ہوا؟ جواب صرف یہ ہے کہ جس پر کل دنیا کی تاریخ متفق ہے کہ عرب تمام صاف ہو گیا۔ جو مشرک، کافر، ملحد اور زندیق تھے وہ سب اللہ تعالی کے پرستار بن گئے، جو لٹیرے اور ڈاکو تھے، وہ مدبران سلطنت ہو کر تمدنی تعلیم میں دنیا کے استاد مانے گئے۔

اس پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو مذہبی احکام کا دستور العمل کوئی دیا تھا یا نہیں---؟ اس کا جواب بھی بالکل صاف اور صحیح یہ ہے اور صرف یہی ہے کہ دیا تھا، اور نہ دیا ہوتا تو وہ لوگ باوجود ضروریات کثیرہ کے تعمیل کیونکر کرتے؟

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں دستور العمل کیا تھا، یعنی وہ احکام شرعیہ کہاں سے اخذ کرتے تھے؟ اس کا جواب بھی ایک اور صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ اخذ کرنے کا طریقہ ان میں یہ تھا کہ پہلے قرآن مجید کو دیکھتے، ساتھ ہی اس کے اگر کوئی روایت انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی ہوتی یا کوئی فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دیکھا یا سنا ہوتا تو اس کو بھی ملحوظ رکھ کر بطور سند شرعی کے پیش کرتے، چنانچہ سب سے پہلا اختلاف جو صحابہ کرام میں پیدا ہوا وہ انتخاب خلیفہ پر تھا، انصار مدینہ یہ کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو گا۔

۱۔ سنہ ۱۳۲۵ ھ میں حضرت مولانا مرحوم نے یہ مقالہ لکھا تھا۔ اب ۱۴۱۷ ھ ہے اس طرح اسلام کی ابتداء ہوئے تقریباً ۱۴۳۰ برس ہو گئے ہیں۔

ان فرقوں کی نسبت ہے وہی نہ تھے تو فرقہ کہاں؟ پس ان فرقوں کی بابت اس سوال کا جواب اسلامی تاریخ یہ دیتی ہے کہ طبقہ اولی میں صرف سیدھے سادے مسلمان تھے جن کا دستورالعمل قرآن اور اقوال نبی علیہ الصلوۃ السلام تھا اور بس اس کے سوااور کوئی فرقہ نہ تھانہ فرقہ بندی۔

اب ہم آج کل کی فرقہ بندیوں کی ذرا کیفیت سنا کر فیصلہ ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔سب سے بڑا شگاف جو اسلام کے قلعے میں سب سے پہلے آیا وہ شیعہ سنی کا اختلاف تھا۔اس شگاف کی بناصرف یہ ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت اول حضرت علی کا حق تھااور وراثت حضرت فاطمہ کا، سنی اس سے منکر ہیں

چونکہ ہمارے مضمون کا روئے سخن تاریخی پہلو سے ہے، اس لئے ہم اس میں مذہبی دلائل سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔صرف تاریخی پہلو سے اتنا پوچھتے ہیں کہ طبقہ اولی میں جو اسلام اور اہل اسلام کا اعلی نمونہ تھا یہ اختلاف تھا؟ یا اس اختلاف کا کوئی اثر تھا؟ تاریخ جواب دیتی ہے کہ کوئی نہیں۔حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے سب نے اطاعت کی۔حضرت عمر خلیفہ ہوئے سب نے اطاعت کی، حضرت عثمان خلیفہ ہوئے، سب نے اطاعت کی حضرت علی خلیفہ ہوئے تو وہ بھی خلیفہ برحق مانے گئے۔

بہر حال اس اختلاف کا اثر ہم اس زمانہ میں کچھ نہیں دیکھتے گو پہلے حضرت علی خلیفہ نہ تھے تاہم خلافت کے کاموں میں برابر دخیل تھے۔باب عالی کے رکن تھے، عہدہ دار تھے، مشیر کار تھے، خلافت سے جو خدمت سپرد ہوتی تھی بجالاتے تھے۔غرض جہاں تک ظاہری علامات رہنما ہو سکتی ہیں ہمیں ان کے اعمال واطوار میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا۔علی ہذاالقیاس تقسیم وراثت کا مسئلہ بھی اس طبقے میں ہم کو کسی طرح باعث تفریق معلوم نہیں ہوتا یہاں تک کہ کوئی اس کا تذکرہ بھی نہیں کرتا تھا۔جب اس پاک زمانہ میں اس کا کوئی اثر نہ تھا تو اب اس کو ایسا بنا کر تفریق کرنے والا فرقہ بندی کے الزام سے کیوں ملزم نہ ہو گا۔

فرقہ بندیوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

اس فیصلہ کے بعد اب ہم دیگر فرقہ بندیوں پر توجہ کرتے ہیں۔جس نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اسلامی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرقوں کی بڑی لائنیں دو ہیں۔جن کو شیعہ سنی کے اختلاف نے پیدا کیا ہے۔پھر ان لائنوں میں برانچ لائنیں بھی ہیں۔ان پر غور کرنے سے جو فریق مورد الزام ہو گا ہمیں اس کے ملزم بنانے میں تامل نہ ہونا چاہیے۔ان فرقوں سے مراد حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مذہب ہیں جن کو

رجسٹرڈ بتانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں کعبہ شریف کے ارد گرد بھی چار مصلے ہیں (۱)۔ اس لئے اس اختلاف میں فیصلہ کرنے کے لئے ان مذاہب کی تعریف اور وجہ تفریق بیان کرنا ضروری ہے۔

اس اختلاف کا فیصلہ یوں ہوا کہ مہاجرین کی طرف سے ایک حدیث پیش کی گئی جس کے یہ الفاظ تھے الائمۃ من القریش (خلیفہ قریش سے ہوں گے) یہ حدیث پیش ہوتے ہی فیصلہ مہاجرین کے حق میں ہو گیا۔

دوسرا اختلاف وراثت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رشتہ داروں نے خلیفہ کے پاس دعوی پیش کیا کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ترکہ میں حصہ ملنا چاہیے جیسے دوسرے مسلمانوں کے وارث حصہ پاتے ہیں۔ خلیفہ کی طرف سے اس کا جواب نفی میں ملا تو اختلاف پیدا ہوا۔ آخر جب حدیث نبوی پیش ہوئی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرما گئے ہیں کہ ہمارا مال ورثہ نہیں ہوگا بلکہ فی سبیل اللہ صدقہ ہوگا تو نزاع ختم ہو گیا۔

تاریخ اسلام کا کسی اور واقعہ پر اتفاق ہو یا نہ ہو مگر اس امر کا پورا اتفاق ہے کہ زمانہ رسالت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بات پیش آتی اس کا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کرا لیتے اور بعد زمانہ نبوت زمانہ خلافت میں جو پیش آتی اس کے لئے احکام کی تلاش قرآن و حدیث میں کرتے۔ یہ طریقہ مسلمانوں میں بہت عرصہ تک جاری رہا مگر ہم آسانی کے لئے فرض کر لیتے ہیں کہ تیس سال تک ایسا ہوتا رہا جو زمانہ خلافت راشدہ کا ہے۔

اب ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جملہ آبادی میں یعنی ابتدا سے آج تک جتنے طبقے بھی ہوئے ہیں ان میں بحیثیت دین اور بحیثیت دنیا اور بحیثیت اعلی اخلاق اور بحیثیت جاہ و حشمت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بحیثیت منظوری اور مقبولیت الہی کے کون طبقہ ممتاز رہا ہے؟

اس کا جواب بھی ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ وہ طبقہ سب سے اعلی اور افضل تھا جو نبوت کی گود میں تربیت پا کر دوسروں کا رہنما بنا رضی اللہ عنہم۔ پس اب مطلع بالکل صاف ہے، کہ جو طریقہ اور برتاؤ ان لوگوں کا تھا بس وہی دین الہی اور منظور مصطفائی تھا۔ دگر ہیچ۔

طبقہ اولی میں فرقہ بندی نہیں تھی

اب سوال یہ ہے کہ اس طبقہ میں فرقہ بندیاں تھیں؟ کیا کوئی شیعہ تھا؟ کوئی حنفی تھا؟ شافعی کہلاتا تھا؟ مالکی تھا؟ حنبلی تھا ....؟

---

(۱) الحمد للہ اختلاف کی بنیاد ان چار مصلوں کو موجودہ سعودی حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود نے ختم کر دیا ہے۔ مگر اب بھی متعصب فرقہ پرست مسجد الحرام میں انہی جگہوں پر نماز پڑھتے ہیں جہاں پر یہ مصلے بنائے گئے تھے۔

اس کا جواب ان بزرگوں کی تاریخ ولادت سے مل سکتا ہے جن کی طرف یہ فرقے منسوب ہیں۔ سب سے بڑی عمر کے امام ان میں ابو حنیفہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے پندرہ سال بعد امام مالک پیدا ہوئے۔ ان کے بعد امام احمد اور امام شافعی پیدا ہوئے۔ گو امام ابو حنیفہ اور مالک کی پیدائش پہلی صدی ہجری میں ہے۔ مگر بہ حیثیت ایک عالم، مفتی اور مجتہد کے وہ دوسری صدی میں دنیا کے سامنے آتے ہیں

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طبقہ اولیٰ (زمانۂ صحابہ) میں ان چاروں فرقوں کا نام نہ تھا۔ کیونکہ جن اماموں کی طرف واقع ہوئے لئے تو رفع فساد کے لیے حاکم وقت نے نویں صدی ہجری میں الگ الگ چار مصلے بنا دیے۔ پس ان

اس میں شک نہیں کہ ان مذاہب کے اصل الاصول وہی ہیں جو زمانہ صحابہ میں تھے۔ یعنی یہ چاروں مذاہب قرآن و حدیث کو دستور العمل جانتے ہیں۔ بحمداللہ اس میں کوئی اختلاف نہیں مگر ایک بات ایسی پیدا ہو گئی ہے جس سے یہ سارا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جو کچھ ہمارے امام نے جس کے ہم مقلد ہیں سمجھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم دیا ہے۔ بس ہمارے لئے وہی کافی ہے۔ نہ ہم اپنی سمجھ کو دخل دیں اور نہ کسی دوسرے امام کی سنیں۔ دوسرا بھی یہی کہتا ہے اور تیسرا بھی یہی۔ علیٰ ہذا القیاس چوتھا بھی یہی۔

اس اختلاف کو بھی ہم مذہبی دلائل سے چھونا نہیں چاہتے۔ کیونکہ مذہبی دلائل میں طول ہو جاتا ہے بلکہ تاریخی شہادت سے صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ طبقہ اولیٰ میں یہ طریق تھا؟ کسی خاص شخص کو یہ منصب تھا کہ باقی اس کے فہم اور رائے کے آگے سر جھکائیں جہاں تک اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے اس کا جواب نفی میں ملتا ہے۔ اگر یہ منصب کسی کو ہوتا تو خلیفہ وقت کو ہوتا حالانکہ اس کو بھی نہ تھا۔ بعض وقت ایک بڑھیا عورت بھی خلیفہ کے حکم کو رد کر دیتی تھی۔ جس کے جواب میں خلیفہ کو ماننا پڑتا تھا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے اسی حکم کی طرف اشارہ کیا ہے:

غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفوں سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا

جب اس زمانہ میں یہ بندش نہ ہوئی کہ کسی ایک رائے اور فہم کے باقی لوگ پابند ہو جائیں تو پیچھے (بعد میں) کیوں ایسا کیا جائے۔ جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ ہاں اختلاف فہم چونکہ قدرتی ہے۔ اس لئے عام کو کسی امام سے اتفاق رائے ہو جائے تو بیشک وہ اس سے اتفاق رائے کا اظہار کرے مگر ایسے طور سے کہ فرقہ بندی تک نوبت نہ پہنچے۔

ہماری اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں جو فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں طبقہ اولیٰ یعنی سلف صالحین کی روش چھوڑنے سے ہوئی ہیں ورنہ اگر مسلمان اب بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ طبقہ اولیٰ کی طرح اپنا

دستورالعمل قرآن وحدیث کو بنالیں۔ نہ کوئی نئی روش نکالیں نہ کسی طرف اپنی نسبت جدید پیدا کریں تو فرقہ بندیاں دور ہو سکتی ہیں۔

مسئلوں کی حقیقت یہ ہے

قابل غور بات

فرقہ بندی کسی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے۔ اگر اصول ایک ہے اور باوجود وحدت اصول کے صرف فہم کا اختلاف ہے تو فرقہ بندی نہیں ہے، ورنہ اس طرح تو ہر ایک مذہب کے علماء میں اختلاف رائے موجود ہے۔ مثلاً علمائے حنفیہ موجودہ اور سابقہ متقدمین اور متاخرین بلکہ معاصرین وغیرہ سب میں اختلاف نظر آتا ہے تو کیا یہ مختلف فرقے ہیں؟ کیا کوئی کہے گا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کا مذہب اور تھا شاگردوں کا اور۔ یا موجودہ علمائے حنفیہ میں علمائے دیوبند کا مذہب اور ہے اور علمائے بریلی، بدایوں وغیرہ کا اور؟ نہیں بلکہ سب کے سب حنفی ہیں حالانکہ اختلاف موجود ہے۔

پس کسی جماعت کو دوسری جماعت سے فرقہ کی حیثیت سے الگ سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ ان میں اصولی اختلاف ہو پس جس فرقہ کے اصول طبقہ اولی کے اصول مذہبی سے ملتے جلتے بلکہ وہی ہوں گے تو وہ فرقہ جدید اور فرقہ بند نہ کہا جائے گا اور جس فرقہ کے اصول جدید ہوں گے وہی فرقہ جدید اور فرقہ بندی کے الزام سے ملزم ہوگا۔

اب ہمارے سامنے چاروں مذاہب حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی موجود ہیں۔ ان سب کا اصول ہے کہ قرآن و حدیث پر بغیر توسط امام مجتہد کے عمل کرنا جائز نہیں اس لئے یہ فرقے اپنے اپنے اماموں کے مقلد کہلاتے ہیں۔ برخلاف اس کے اہلحدیث اس بات کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ شرط طبقہ اولی میں نہ تھی ہم طبقہ اولی کی روش سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہٹیں گے۔

ایک اعتراض کا دفعیہ

اب ایک سوال یہ ہے کہ دوسرے فرقوں کی طرح اہلحدیث بھی تو ایک فرقہ ہے۔ اس سے بھی تو فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہلحدیث بحیثیت فارم کے ایک فرقہ کہا جائے تو اور بات ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ بندی نہیں بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیم نبوت سے پیدا ہوا تھا جس کی روش ہم بتلا آئے ہیں کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تھی۔ نہ اس فرقے نے اپنے دستورالعمل میں کوئی اضافہ کیا نہ سلف صالحین کی روش سے علیحدگی کی بلکہ بعینہ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہیے کہ قرآن اور طریقہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو صحابہ کی روش پر محفوظ رکھا۔

رہا نام کا سوال کہ اہلحدیث نام کیوں رکھا گیا جبکہ طبقہ اولی نے یہ نام اپنا نہ رکھا۔ تو اس کا جواب بہت آسان

ہے۔ اہلحدیث کی اصلیت بتلانے کو عملی تحقیق کا یہ نام ہے۔ دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی اور شافعی وغیرہ القاب اختیار کئے۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی امام کی طرف نہ تھی بلکہ طبقہ اولیٰ کی طرح صرف نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف تھی اس لئے اس نے اپنے طریق عمل کے مطابق اپنا لقب اہلحدیث رکھا جو اس کے طریق عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے۔ اسلام کا اصول دین جو بنیاد مذہب ہے وہی ہے جو طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کا تھا یعنی قرآن و حدیث بطریق سلف صالحین۔

اہلحدیث لقب کے یہ معنی ہیں کہ احادیث رسول پر عمل کرنے والے۔

یہی معنی ہیں

کسی کا ہو کے رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہیں ہم

اسلام اور اہلحدیث کا مذہب ایک ہے

آج کل ایک فرقہ قادیانی پیدا ہوا ہے۔ اس کی بدعت کا ثبوت ایک تو خود اس کی تاریخ پیدائش ہے۔ دوم اس فرقے نے بھی اپنے اندر ایک ایسی بات پیدا کر لی ہے یعنی ایک خاص شخص (مرزا صاحب قادیانی) کی شخصیت کو ماننا داخل اسلام کیا جو داخل اسلام نہ تھی۔ پس قطع نظر اور وجوہات کے صرف یہ وجہ ہی اس کی بدعت کے لئے کافی ہے کہ بوجہ داخل کرنے غیر ضروری امر کے اسلام کی اسی شاہراہ پر نہیں رہے جس پر طبقہ اولیٰ کے سلف صالحین تھے۔

مختصر یہ کہ اسلام وہ دین ہے جو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا اور طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کی جو روش تھی وہی اسلام کا سچا نمونہ تھا۔ اہلحدیث نے اس روش میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ نہ کسی طرح کی کوئی حد فاصل بنائی۔ نہ کسی غیر کی طرف اپنی نسبت لگائی۔ نہ کسی غیر کا تعلق جزو ایمان سمجھا بلکہ قرآن و حدیث ان کا یہی اصول ہے۔

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن

نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اور اہلحدیث کا مذہب ایک ہے۔ ان دونوں کی طرف سے بزبان حال یہ شعر موزوں ہے:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری